رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۰۳۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حب وطن از ملک سلیماں خوشتر — خار وطن از سنبل و ریحاں خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی می کرد — می گفت گدا بودن کنعاں خوشتر

کاکوری اخبار

پانزدہ روزہ

سالانہ چندہ	۱/
فی پرچہ	۱۲

جلد ۶ — کاکوری سہ شنبہ ۱۶ جنوری سنہ ۱۹۴۰ء مطابق ۵ ذوالحجہ سنہ ۱۳۵۸ھ — نمبر ۱۸

ادبیات

یاس تھی پچھلا پہر تھا اور دل دیوانہ تھا
سامنے رکھا ہوا اک موت کا پیمانہ تھا

اپنی نظروں میں ہر اک جا جلوہ جانانہ تھا
بے حقیقت امتیاز کعبہ و بت خانہ تھا

دیکھ لے زاہد بتوں کو تو حقارت سے نہ دیکھ
آج جو کعبہ بنا ہے کل وہی بت خانہ تھا

دل فریبی اللہ اللہ ساقی میخانہ کی
بازوؤں پر کاکلیں تھیں ہاتھ میں پیمانہ تھا

جان دینے کے لیے تخصیص تیرے در کی تھی
مرنے والے کو کہیں کیونکر کہ وہ دیوانہ تھا

دم وفا کا جیتے جی تو سینکڑوں بھرتے رہے
اختتام زندگی پر اپنا بھی بیگانہ تھا

تیرے دیوانوں کو مرنا تھا کہیں سر پھوڑ کر
جیسے آبادی تھی اُن کو ویسی ہی ویرانہ تھا

جل رہا تھا طور کوئی ہوش سے بیگانہ تھا
ہر زباں پر دل کی دنیا مٹنے کا افسانہ تھا ۴

حکمت کے موتی

اگر جنس کی احتیاط کرو گے تو پونڈ اپنی آپ حفاظت کرینگے

تونگری میں مفلسی کا خیال رکھو۔

نیلام میں منہ کو بند رکھنا بہتر ہے۔

دانشمند جب ایک قدم اٹھاتا ہے۔ تو دوسرے قدم پر مضبوط کھڑا رہتا ہو۔

کھانے سے پہلے دیکھ لو اور دستخط کرنے سے پہلے پڑھ لو۔

تمہارے ترکش میں تیر نہ ہو تو تیر اندازوں کے ساتھ نہ جاؤ۔

اگر نعل خراب ہو تب بھی اُس کو دروازہ پر لگا دو۔

سوچو بہت۔ کہو تھوڑا۔ لکھو بہت کم۔

نصف راہ سے واپس آجانا۔ گمراہ ہونے سے بہتر ہے۔

مکان خریدنے سے پہلے ہمسایہ کی کیفیت اور سفر سے قبل ہمراہی کا حال دریافت کرلو۔

جب تک فتح نہ ہو۔ مال غنیمت تقسیم نہ کرو۔

جب تک دو چراغ روشن نہ ہوں ایک چراغ کے نیچے اندھیرا رہے گا۔

اکیلا کوئلہ جلد بجھ جاتا ہے۔

۴ ہو رہی تھی کل نماز عشق کی تکمیل یوں
اپنا سر تلوار تھا اور سنگ در جانانہ تھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کاکوری اخبار

جلد ۲ | کاکوری سہ شنبہ ۱۶ جنوری سنہ ۴۰ء | نمبر ۱۸

ٹاؤن ایریا الیکشن

آنجہانی کانگریس گورنمنٹ نے جہاں اپنے دور حکومت میں بہت سی غلطیاں کیں وہاں ایک یہ بھی تھی کہ رائے دہندگی کا حق تو بالغ مرد و عورتوں کو دیا تھا لیکن ٹیکس دہندگان پر یہ سختی تھی کہ اُن کا ٹیکس اگر میعاد کے اندر ادا نہ ہو تو صرف امیدواری ہی سے وہ باز رکھے جائیں بلکہ ووٹ دینے کا حق بھی انکو نہ رہے گا جس غلطی کو موجودہ گورنمنٹ نے بھی نظر انداز کیا تھا۔ چنانچہ اس معاملہ میں صوبہ کے بہت سے اضلاع سے درخواستیں گذریں اور گورنمنٹ نے غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے اس کا اعلان کر دیا کہ الیکشن بجائے فروری کے آخر مارچ میں ہوں گے اور ۲۹ فروری سنہ ۴۰ء تک ٹیکس کا بقیہ حصّہ ادا ہو جائے۔ ہم نے اپنے گذشتہ اشاعت میں اہل قصبہ کو توجہ دلائی تھی کہ اپنا حق رائے نہایت سمجھ بوجھکر استعمال کریں اور اپنا نمائندہ غور و فکر سے منتخب کریں۔ ہم کو اُمید ہے کہ ہمارے سابقہ نوٹ کو بغور پڑھا گیا ہوگا۔ اب الیکشن کے دو ماہ بڑھ جانے سے کافی غور و خوض کا موقع مل گیا ہے۔ بلکہ ہماری رائے تو یہ ہے کہ چونکہ کافی وقت مل گیا ہے لہذا اگر ہر ہر محلہ سے دو دو چار چار اشخاص کو بلا کر ایک مجلس شوریٰ کر کے بطور خود چیرمین اور ممبران کا انتخاب کر لیا جائے اور اُنھیں لوگوں کی نامزدگیاں ہوں تاکہ الیکشن اور اسکے ہنگامہ کی نوبت نہ آئے اور اس گرانی کے ایام میں فضول مصارف کا بار نہ پڑے ساتھ ہی الیکشن بازی کی وجہ سے تعلقات کے خراب ہونے کا کوئی اندیشہ باقی نہ رہے گا۔ بلکہ خوش دلی اور لطف و یگانگت کے ساتھ کام نکلے گا۔ ہم اپنے قصبہ کے اُن مقتدر و باثر حضرات سے عرض کریں گے کہ وہ ہماری ناچیز رائے پر غور فرما کر کوئی عملی قدم بڑھائیں۔ چند دن قبل بعض حضرات نے اس خیال کا اظہار کیا تھا اور ہم سے رائے بھی دریافت کی گئی تھی اور ہم نے اس خیال کا خیر مقدم کرتے ہوئے اپنی پسندیدگی کا اظہار بھی کر دیا تھا۔ ساتھ ہی ہم کو اس کا بھی علم ہے کہ علیگنس ایسوسی ایشن کے گذشتہ جلسہ میں ایک رزولیوشن کے سلسلہ میں ایک اتحادی سب کمیٹی بنائی گئی تھی جس کی پہلی نشست میں ٹاؤن ایریا الیکشن کا مسئلہ بھی زیر بحث آنا معلوم ہوا تھا اور اُس وقت ایک بورڈ کے قائم ہونے کی اطلاع ملی تھی۔ ہمارا روئے سخن خصوصیت سے اُس اتحادی بورڈ سے ہے کہ وہ میدان میں آئے اور کوئی مناسب حل تجویز کرے جو قابل عمل ہونے کے ساتھ ساتھ مناسب و موزوں ہو اور کسی کو اعتراض کا موقع نہ رہے۔ اور وہی اشخاص اپنی نامزدگی کرائیں جن کو بالاتفاق لوگوں نے اپنی جگہ پر منتخب کر لیا ہو۔ اگر ایسا ہو گیا تو ہمارے قصبہ کا یہ ایک کارنمایاں ہوگا اور دوسرے مقامات کے لیے قابل تقلید مثال ہوگی۔ ہمکو اُمید قوی ہے کہ ہمارے یہ تجویز جلد کوئی عملی شکل اختیار کرے گی۔

نقوش

ایک مناسب تجویز: سب سے بڑی اسلامی سلطنت ٹرکی کو حال میں جن حوادث کا مقابلہ کرنا پڑا ہے وہ اخبار بین طبقہ سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ صوبہ اناطولیہ میں شدید زلزلے سے جو نقصانات جانی و مالی ہوئے اس پر مزید آفت سیلاب و طغیانی نے برپا کی ان پے در پے آفتوں نے تقریباً ایک لاکھ انسانوں کو نذر اجل کیا اور لاتعداد آدمی مجروح و خانماں برباد ہوئے ہیں۔ مالی نقصانات کا تو اندازہ ابھی ناممکن ہے۔ ہر بنی نوع انسان کا فرض ہے کہ اپنے دور افتادہ بھائیوں کی ہر امکانی امداد کرے ہماری تجویز ہے کہ بقر عید کے موقع پر جن جن مساجد میں نماز دوگانہ ادا ہوتی ہے وہاں اور عیدگاہ میں پیسہ پیسہ بھی اگر جمع کیا جائے تو معقول رقم اکٹھا ہو جائیگی کوئی دردمند مسلمان ایسا نہ ہوگا کہ حسب حیثیت چھوٹی بڑی رقم دینے سے گریز کرے گا۔ ہم محلہ والوں سے درخواست کریں گے کہ اپنے اپنے محلوں کی مسجد میں وصولی کا انتظام کریں ساتھ ہی قربانی کی کھالوں کی وصولی کا بھی انتظام کیا جائے۔ اس طرح پر ایک معقول رقم فراہم کر کے ترک بھائیوں کی امداد کی جا سکتی ہے۔ ہم کو امید ہے کہ ہماری یہ تجویز عام طور پر پسند کی جائے گی اور اس کار خیر میں ہر حیثیت و طبقہ کے لوگ بخوشی حصّہ لے کر عنداللہ

ماجور ہوں گے ۔

گرانی اجناس:- قصبہ میں عام طور پر گرانی اجناس و دیگر ضروریات زندگی کو سختی سے محسوس کیا جارہا ہے اور پبلک سخت پریشان ہے مقامی بنیوں اور بنجاروں نے غلہ خصوصاً گیہوں کو روک رکھا ہے اور تھوڑا بہت جو نکالتے اور فروخت کرتے ہیں وہ بہت ناقص اور میل کیا ہوا ہوتا ہے۔ اور نرخ شہر کے مقابلہ میں بہت گراں ہوتا ہے جس کا اعلان ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی جانب سے ہو چکا ہے۔ مقامی مسلم لیگ کے کارکنان نے لوگوں کی پریشانیوں کو دیکھ کر افسران و حکامان ضلع کو قصبہ کی عام انتشار و پریشانی کی طرف توجہ دلائی اور فوری کارروائی کرنے کی درخواست کی ہے جس کے نتائج جلد مفید برآمد ہوں گے ۔

کچھ اپنے نامہ نگاروں سے:- بعض نامہ نگار صاحبان اپنے مضامین پر پورا نام نہیں لکھتے ہیں جو خلاف اصول ہے اگر کسی وجہ سے نام کی اشاعت منظور نہ ہو تو اس کی ہدایت اڈیٹر کو کی جا سکتی ہے لیکن نام صاف اور واضح طور پر خط یا مضمون میں درج ہونا ضروری ہے۔ کوئی کرم فرما آنوز کاکوری ہیں جن کے دو مضامین نام نہ ہونے کی وجہ سے پڑے ہوئے ہیں۔ بعض پروگرام صاحب، ولادت، شادی، غمی کی اطلاعیں بھیجدیتے ہیں لیکن تاریخ نہیں لکھتے ہیں جسکے اظہار کی خاص طور پر ضرورت ہے۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کئی کئی غزلیں ایک ہی کاغذ پر دونوں جانب لکھ دیتے ہیں اور مضامین بھی دو۔ دو ایک ساتھ روانہ کرنے کے عادی ہیں۔ مضامین و غزلیں حتی الوسع کاغذ کے ایک ہی طرف صاف صاف لکھ کر بھیجنا چاہیئے۔ ورنہ ایک ہی غزل یا مضمون شائع ہو سکے گا۔

سماج کی بھینٹ

(از قادری احمد محسن صاحب علوی تماشائی)

(گزشتہ سے پیوستہ)

"ہیل بابو نے کہا" اس فصل میں تو ایک بار جوت کر دیکھوں گا اور پھر دو تین برس خالی چھوڑ دوں گا ۔"

"یہ سن کر مجھ سے رہا نہ گیا پھر بول اٹھی" اگر کاشت نہ ہوگی تو میری تعلیم کیسے ہوگی۔ ماں کی پرورش کا کیا ذریعہ ہوگا۔ غلہ کب تک چلے گا۔ بغیر پیسہ کے زندگی کیسے کٹے گی ۔"

"ہیل بابو نے ہمدردانہ لہجہ میں مجھکو اطمینان دلایا" تم فکر نہ کرو۔ تم کل واپس جاؤ۔ تمھاری ماں تمھارے اخراجات برداشت کریں گی۔ تمھارے مویشی میں لے جاوں گا اس کی آمدنی سے تمھاری ماں کو کچھ روپیہ مل جائے گا۔ مرغیوں کی پرورش سے انڈے اور چوزے فروخت ہوں گے جو روزمرہ اخراجات کو پورا کر دینگے ۔ "ہیل بابو یہ کہہ کر چلے گئے ۔"

"میری ماں آبدیدہ ہو گئی" میں بھی کافی رنجیدہ ہو کر ایک طرف کو جا بیٹھی رات گزر گئی۔ صبح ہوتے ہی ماں نے ناشتہ تیار کر دیا اور میں نارمل اسکول چلی آئی ۔

(۳)

نارمل اسکول پہونچ کر تین ماہ سے زیادہ گزر چکے تھے۔ عرصہ سے ماں کا کوئی خط نہ آیا تھا۔ میں سخت پریشان تھی کہ ایک روز بیرنگ خط وصول ہوا جس کے ذریعہ اماں کی بیماری کا حال سن کر میرے ہوش و حواس جاتے رہے۔ مفلسی میں آٹا گیلا۔ اماں مرغیاں بچانے کو دوڑیں۔ پیر پھسلا اور گر پڑیں۔ ہیل بابو کو اطلاع ملی تو انھوں نے دواخانہ میں داخل کرا دیا اور ڈیڑھ ماہ کے بعد جبکہ وہ اچھی ہو گئیں تب گھر پہونچ کر انھوں نے اپنی خیریت کا خط لکھتے ہوئے یہ بھی لکھ بھیجا کہ ان کی ٹانگ بیکار ہو گئی ہے لیکن ہیل بابو ان کی بڑی خدمت کر رہے ہیں اور زیادہ فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔

زمانہ گزرتے دیر نہیں لگتی۔ میں نے کافی تیاری کے ساتھ امتحان دیا اور بدرجہ اوّل کامیاب ہو کر واپسی کا ارادہ کر رہی تھی کہ یہ خیال آیا کہ قصبہ کے مدرسہ میں جو نئی جگہ خالی ہوئی ہے اُس کی درخواست کیوں نہ روانہ کر دوں۔ کالج کے اساتذہ کی سفارش سے میرے حقوق زیادہ پیدا ہو جائینگے۔ اُسی روز ماں کا خط وصول ہوا جس میں یہ بھی اطلاع تھی کہ ہیل بابو مدرسہ کے تعلیمی بورڈ کے صدر منتخب ہوئے ہیں اور درخواست وصول ہوتے ہی مجھکو ضرور نوکری مل جائیگی ۔

تعلیم ختم کرنے کے بعد میرے حوصلے بڑھ گئے اور مستقبل نہایت شاندار اور روشن نظر آنے لگا۔ میں نے دل میں یہ نیت کر لی کہ اپنے خاندان کی نیک نامی کو دوبارہ حاصل کروں گی۔ وہ لوگ جو مجھ کو شکستہ اور ذلیل و خوار تصور کرتے ہیں کل مجھے قابل وقعت اور گاؤں کے لیے باعث فخر تصور کرینگے ۔ (باقی آئندہ)

حرم سرا کا خواب اور اُسکی تعبیر

(از حسن ابن ضیا علوی ضیاؔ کاکوروی)

(گزشتہ سے پیوستہ)

(۲)

جیل کی تنگ و تاریک کوٹھری میں ایک شخص سر جھکائے خیالات میں غرق بیٹھا ہوا تھا۔ چہرے پر مردنی چھائی ہوئی تھی۔ آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئیں۔ گال پچکے ہوئے۔ ہونٹوں پر پپڑیاں جمی ہوئیں۔ بال بکھرے ہوئے اُس کا زُوداں رودواں زمانے کے حادثات کا شکار معلوم ہوتا تھا۔ اسکی نظر زمین پر ایک طرف گڑ کر رہ گئی تھی۔ پلک جھپکنے اور سانس چلنے سے صرف اتنا معلوم ہوتا تھا کہ اس میں کچھ جان باقی ہے۔ آخر اس کے سکوت اور بے بسی کا کیا سبب تھا۔ اُس کے سامنے اُس کی زندگی کا پورا نقشہ کھنچا ہوا تھا۔ وہ یاد ماضی کی دنیا میں اس طرح کھویا ہوا تھا کہ فی الحال اُس کو اپنے جیل میں ہونے کی تکلیف سے بھی نجات ہو گئی تھی وہ سوچ رہا تھا کہ بچپن کے بعد جب اُس نے ہوش سنبھالا تو وہ یتیم تھا۔ اور ایک چھوٹے سے قصبے میں آبادی سے دور ایک ٹوٹا پھوٹا کچا سا مکان تھا جس میں وہ اور اُس کی دکھیا ماں کسی طرح زندگی کے دن کاٹ رہے ہیں۔ اُس وقت اپنے بچپن کی خوشگوار یاد اس کے دل کو مسوس رہی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کتنا خوشگوار اور پر لطف اُس کا وہ زمانہ تھا جب وہ دنیا کی فکروں سے آزاد تھا۔ جب اسے دربدر کی ٹھوکریں کھانے کا خواب میں بھی خیال نہ تھا۔ ماں کسی مشکل سے زندگی بسر کر رہی تھی اس بات کا اُسے احساس بھی نہ تھا۔ اسے تو دن بھر کھیل کود اُچھل پھاند سے کام تھا جب نیم پر جھولا ڈال کر اونچی اونچی پینگیں لیتا تھا اس وقت اسے کیا معلوم تھا کہ اس کی زندگی کی کشتی بھی مشکلات کے سمندر میں اسی طرح ڈگمگاتی ہو گی۔ دن بھر کے کھیل کود کے بعد جب وہ اپنی ماں کی آغوش میں سر رکھ کر لیٹ جاتا تو ماں اس کو پیار کرتی۔ کلیجے سے لگاتی۔ آنکھوں کا تارا۔ کلیجے کی ٹھنڈک اور نہ معلوم کیا کیا کہتی اور پھر وہ خوشی سے پھولا نہ سماتا۔ مگر عمر رواں کو کون روک سکتا ہے۔ بچپن کسی کا ہمیشہ نہیں قائم رہتا۔ اس کا بچپن بھی آہستہ آہستہ رخصت ہونے لگا۔ اور اُس نے لڑکپن میں قدم رکھا۔ اب اُس نے دیکھا کہ وہ کتنے پانی میں ہے۔ اس نے محسوس کیا کہ یتیم ہونا بھی کیا معنی رکھتا ہے۔ غربت کی آسودگی کہاں تک خوشگوار ہے۔ اب اُسے معلوم ہوا کہ اس کی ماں کس مشکل سے اس کی پرورش کر رہی ہے۔ بہرحال ماں نے اسے پڑھوایا۔ وہ کامیاب تھا۔ اسی طرح اس کی زندگی کے ایام گزرنے لگے اور وہ اپنے ہولناک انجام کے قریب آنے لگا۔ اس کی شاندار کامیابی سے ماسٹر اُس سے خوش رہنے لگے فیس معاف ہو گئی اسی طرح اس نے تمام منازل طے کر کے دسواں درجہ پاس کر لیا۔ اول درجے میں۔ اُس نے ٹیوشن کر کے اپنا کام نکالنا شروع کیا۔ اُس نے اپنا داخلہ کالج میں کرا لیا۔ مگر اب اس کو اپنے پڑھائی کے اوقات میں کمی کرنا پڑی۔ ظاہر ہے چار چار ٹیوشن کے بعد پڑھائی کے لیے زیادہ وقت ملنا ناممکن تھا۔ مگر کیا کرتا مجبور تھا کالج کے اتنے اخراجات کہاں سے برداشت کرتا۔ لاچار اس کو شب بیداری کے اوقات میں اضافہ کرنا پڑا بیان کا سہارا۔ اور آئندہ کامیابی کی اُمیدیں ڈوبتے ہوئے انسان کے لیے سہارا انہیں۔ چھٹیوں میں وہ ماں کے پاس جاتا۔ ماں اس کو دیکھ دیکھ کر جیتی اور اپنے خواب کی تعبیر کی منتظر رہتی۔ اسی طرح اُس کی زندگی کے دو سال گزر گئے اور اب وہ اپنے ہولناک انجام کے قریب تر آ چلا۔ ایف۔ اے سکنڈ ڈویژن میں پاس کرنے کے بعد اُس نے بی۔ اے میں داخلہ کرا لیا بی۔ اے سال اول پاس کر کے جب وہ سال دوم میں آیا تو اس کی تندرستی خراب ہونے لگی۔ فائنل امتحان کے قریب اس کو اپنی ماں کی بیماری کی خبر ملی۔ لاچار یونیورسٹی چھوڑ کر ماں کے اصرار سے گھر جانا پڑا۔ تیمارداری سے فرصت ملتی تو پڑھنے بیٹھ جاتا۔ ماں کا زیور بیچ کر فیس داخل کی۔ امتحان سے کچھ روز پہلے ماں کو بستر علالت پر چھوڑ کر یونیورسٹی پہونچا۔ اور امتحان ختم ہوتے ہی گھر لوٹ آیا۔ ظاہر ہے اس حالت میں پرچے کیسے کئے ہوں گے۔ ماں کی حالت روز بروز بگڑتی گئی ایک دن اس کی نبضیں چھوٹ گئیں دل کی حرکت نے جواب دے دیا بدن سرد ہو گیا۔ ماں کو دفن کر کے لوٹا شام کو امتحان کا نتیجہ معلوم ہوا۔ وہی جس کی امید تھی۔ پہلی دفعہ اپنی زندگی میں اس نے ناکامی کا منھ دیکھا۔ یہ حادثات اُس کے لیے

ضرورت سے زیادہ تکلیف دہ تھے۔ اس کی تندرستی نے جواب دے دیا۔ محبت کرنے والی شفیق ماں کی یاد اُسے گھلائے ڈالتی تھی اور وہ روز بروز گھلا جاتا تھا۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ دوسری بار وہ پھر کامیاب نہیں ہو سکا۔ اس نے ایک دفعہ آخری بار پھر کوشش کرنے کی ٹھانی۔ کیونکہ اُس کا خیال تھا کہ مشکلات بیدار کرنے کے لیے ہیں خدا کی مصلحت تھی مشیت ایزدی میں کسی کو چارہ نہیں۔ اُس نے نئے سر سے محنت کرنی شروع کی ہمت نے اس کا ساتھ دیکر سہارا دیا۔ اس کے خون میں پھر سے اُمنگ نے جوش مارا ماں کی یاد تھوڑے دنوں کے لیے دل سے بھلانے کی کوشش کی۔ اس کو پھر سے اپنی کھوئی ہوئی زندگی مل گئی۔ اس نے بی۔ اے میں شاندار کامیابی حاصل کی۔ اس کا دل بانسوں اُچھلنے لگا۔ ایم۔ اے میں داخل ہوتے ہی تحریک ترک موالات کا سیلاب سارے ملک میں پھیل گیا۔ بازاروں میں ہڑتالیں ہونے لگیں۔ یونیورسٹیاں بند ہو گئیں پکٹنگ شروع ہو گئی۔ قیدخانوں کی قسمت جاگ اُٹھی۔ "انقلاب زندہ باد" کی صداؤں سے ملک کا گوشہ گوشہ گونجنے لگا۔ اِن لطیف خوابوں نے اُسے بھی متاثر کئے بغیر نہ چھوڑا۔ ہمارا ملک بھی آزاد ہو جائے گا۔ یہ خواب تھے کہ ہر طرف چین کی بنسی بجنے لگی۔ اور وہ بھی ان فاقوں سے بچنے کا خواب دیکھ کر جوش میں بھر گیا۔ اُس کے منہ سے نکل گیا "انقلاب زندہ باد" پھر کیا تھا پڑھائی لکھائی بالائے طاق۔ خوب جھنڈے اٹھائے۔ خوب پکٹنگ کی۔ خوب لیڈر رہے۔ خوب شور مچایا۔ کچھ عرصے تک تو خوب گرما گرمی رہی۔ آخر باسی کڑھی کی طرح اُبال بالکل سرد ہو گیا۔ یونیورسٹیاں کھل گئیں۔ پارک قومی جلسوں سے ویران ہو گئے۔ "انقلاب زندہ باد" کی صدائیں آوازِ جرس کی طرح فضا میں گونج کر دم بخود پڑ گئیں۔ زندگی پھر اپنی پرانی رفتار پر آ گئی۔ گویا ایک پریشان خواب سے ابھی وہ بیدار ہوا تھا۔ اس نے آنکھیں ملیں تو نہ آزادی تھی نہ سوراج۔ وہی ناداری وہی دَو۔ دَو دن کے فاقے۔ وہی پیٹ کے لیے دوڑ دھوپ۔ اُس کی ہمت مردہ ہو گئی۔ جذبہ رخصت ہوا۔ وہ تھک گیا تھا۔ تعلیم کا خیال اُس نے دل سے نکال دیا۔ اب نوکری کی تلاش میں اِدھر اُدھر پھرتا رہا۔ نوکری کی امید رکھنا ایسا تھا جیسے کہ اولے گر چکنے کے بعد غلہ کے پیداوار کی امید کرنا۔ بھلا جس نے تحریک ترک موالات میں حصہ لیا ہو اُس کے لیے بھی کیا کم احسان تھا کہ وہ مردہ سے بدتر زندگی بسر کرنے کو چھوڑ دیا گیا تھا زندگی اُس پر بار تھی۔ دو دو تین تین دن کے فاقے اس کے لیے اتنے عام اور معمولی بات ہو گئی تھی جیسے کسی امیر کی زندگی میں ایک وقت کا کھانا۔ اس کی سب کتابیں ایک ایک کرکے کتب فروشوں کی الماریوں کی زینت بننے لگیں۔ جب اس نے اپنی آخری اور عزیز ترین کتاب پیٹ کی نظر کی تو اس وقت اس کی آنکھوں میں آنسو تھے اور جب اُس کی قیمت بھی اُس کی جیب سے نکل گئی تو اس کی آنکھوں میں خون اُتر آیا تھا۔ اُس کے بعد اُس نے وہی کیا جو اُس کو کرنا چاہئے تھا۔ اور اُس کا نتیجہ بالکل وہی ہوا جو اکثر ہوا کرتا ہے۔ مگر اب وہ ایک حد تک بے فکر تھا کہ جیل میں اس کو کھانے کے لیے روٹی تو مل جاتی تھی۔ اور پیٹ کی آگ اسی طرح بجھ جاتی تھی۔

(۳)

ایک طرف سے آواز آئی "کس جرم میں"؟ وہ چونک پڑا اور قبل اسکے کہ اپنے مخاطب کو جواب دے۔ اُس نے ذرا بلند آواز میں کہا "بی۔ اے پاس کرکے روزی حیلہ نہ کر سکنے کے جرم میں"۔ اس کے بعد درد بھری آواز میں کہنے لگا "جو نوکری دلا دیں بی۔ اے بنانے والے۔ ایم۔ اے بنانے والے ڈگری دلانے والے"! لوگوں نے مسکرا کر حقارت سے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ وہ بھی مسکرا دیا۔ مگر کاش کوئی دیکھتا کہ اُس کی مسکراہٹ اور ان کی مسکراہٹ میں کتنا زمین آسمان کا فرق تھا۔

وطن کی خبریں

نوٹ:۔ اعزہ و احباب اور جیب اہل وطن سے جو باہر ہیں خواہ وطن میں عرض ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں اور اطلاعات دفتر میں روانہ کرکے مشکور کرتے رہیں۔ (اڈیٹر)

یاد دہانی:۔ عید کے اجتماع کو نہ بھولیے گا۔ گذشتہ کی طرح بروز عید الضحیٰ ۳ بجے سہ پہر کو بمقام مولوی محلہ بارہ دری جناب قاضی القضاۃ صاحب بہادر ضرور آئیے مع اعزہ و احباب کے اور اس اجتماع کو کامیاب و پُررونق بنا دیجئے۔

موسم:۔ سردی خوب زور پکڑے ہوئے ہے۔ دن بھر دھوپ خوشگوار معلوم ہوتی ہے۔ غروب آفتاب سے پہلے ہی ٹھٹھرن محسوس ہوتی ہے۔ اور رات کو کافی سردی ہوتی ہے۔ سردی کے شدائد کے باوجود موسم پر لطف ہے

آب و ہوا: خدا کے فضل و کرم سے کوئی خاص شکایت نہیں سُنی گئی۔ آب و ہوا اچھی ہے۔ چیچک نکلنے کا موسم ضرور ہے لیکن کسی کے مبتلا ہونے کی اطلاع نہیں ملی۔

عقد: ۔ ۸ جنوری سنہ ۴۰ء بروز یکشنبہ چودھری وکیل احمد خلف اکبر چودھری محمد اسمٰعیل صدیقی پنشنر سب انسپکٹر پولیس (چودھری محلہ) کا عقد نکاح بمقام لکھنؤ منشی محمد ادصاف صدیقی ساکن قصبہ بلہور ضلع کانپور کی دختر نیک اختر سے ہوا۔ شام کو دُلہن رخصت ہو کر کاکوری آئی۔ دوسرے دن چودھری محمد اسمٰعیل صاحب نے اعزۂ احباب اور اہل برادری کو پُر تکلف دعوت ولیمہ دی۔ خدا کا شکر ہے کہ چودھری صاحب فرض سے سبکدوش ہوئے دعوت کے بعد جناب مصفا اور جناب بقا نے حاضرین کو اپنے تصنیف سہروں سے محظوظ کیا۔ محمد اسمٰعیل صاحب کے اکثر اعزہ اور اہل برادری تقریب میں شرکت کے لیے بیرونجات سے بھی آئے تھے۔

ولادت: ۔ یہ سن کر خوشی ہوئی کہ شنبہ ۶ جنوری سنہ ۴۰ء کو شیخ انیس احمد عباسی بی۔ اے اڈیٹر روزنامۂ حقیقت لکھنؤ کے یہاں فرزند تولد ہوا زچہ و بچہ بخیریت ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولود کی عمر دراز اور صاحب اقبال کرے۔

تقرر: ۔ یہ سُن کر بڑی مسرت ہوئی کہ کیپٹن حکیم احمد علوی (پنشنر سول سرجن) کا ریاست ٹونک (راجپوتانہ) میں بعہدۂ چیف میڈیکل افسر تقرر عمل میں آیا ہے اور ڈاکٹر صاحب ۱۲ جنوری کو یہاں سے بذریعہ کار ٹونک روانہ ہو گئے۔ ۱۵ یا ۱۶ جنوری کو وہاں پہونچکر اپنے عہدہ کا چارج لے لیا ہو گا۔

جلسۂ عام: ۔ مقامی کانگریس کے زیر اہتمام ۱۱ جنوری کو اسپتال کے قریب ایک جلسۂ عام منعقد ہونے کی اطلاع ملی ہے۔ بابو رام پال سنگھ ترویدی اور بابو ترلوکی سنگھ و دیگر حضرات نے لکھنؤ سے آکر جلسہ میں شرکت کی تھی۔ معلوم ہوا ہے کہ مقامی و بیرونجات کے اکثر حضرات نے جدید قانون اراضیات کی وضاحت کرتے ہوئے کسانوں اور کاشتکاروں کو زمینداروں کے خلاف خوب اُبھارا ساتھ ہی ٹاؤن ایریا الکشن کے متعلق بھی گفتگو کی۔ کہا جاتا ہے کہ بعض مقررین نے گورنمنٹ برطانیہ کو جنگ میں کسی قسم کی امداد دینے سے بھی حاضرین کو منع کیا۔ مجمع ایکہزار کے قریب بیان کیا جاتا ہے جو قرب و جوار کے مواضعات کے لوگوں پر مشتمل تھا۔ سنا ہے کہ قصبہ کے ایک صاحب تقریر فرماتے رہے جبکہ سامنے والی مسجد میں نماز ہو رہی تھی۔

علیگس ایسوسی ایشن: ۔ حسب تجویز جلسۂ عام منعقدہ ۲۰ دسمبر سنہ ۳۹ء شنبہ ۳۰ دسمبر سنہ ۳۹ء کو دوپہر کے وقت سالانہ دعوت (لنچ) جناب منشی مومن علی صاحب مرحوم (نار تھلہ) کی کوٹھی میں ہوئی۔ بوجہ تعطیل ممبران کا کافی اجتماع تھا۔ علاوہ علیگس برادران کے سکریٹری اور بعض ممبران کی کوششوں سے گیسٹ ٹکٹ بھی اچھی تعداد میں فروخت ہوئے۔ ۱۵ علیگ برادران اور ۲۱ غیر علیگ مہمانان نے دعوت میں شرکت کی۔ ۲ بجے کھانا شروع ہوا جو معہ چاپتوں کے ۸ قسم پر مشتمل تھا۔ اور سب چیزیں بہت ہی خوش ذائقہ و لذیذ تھیں۔ کاکوری کے کباب گرم گرم میز و پر پہونچتے تھے کھانے کے بعد جلسہ کی صدارت منشی اظہر علی صاحب ایڈوکیٹ ایم۔ ایل اے (سنٹرل) نے کی۔ اور المامیٹر کا ٹوسٹ تجویز کرتے ہوئے جناب صدر نے انگریزی میں ایک دلچسپ برمحل تقریر کی اور کنسٹنسی (استقامت) ثابت کرنے کی کوشش کی۔ صدر کے بائیں جانب سے دیگر ممبران نے نمبروار با موقع اور دلچسپ تقریریں کیں سوائے ایک صاحب کے جو ڈمب اسپیکر کے نام سے مشہور ہیں اور جن کا اس مرتبہ انداز ہی جداگانہ تھا۔ منشی اشتیاق علی علوی نے علیگڑھ تحریک کے متعلق ایک نظم خوش الحانی سے پڑھی جس نے حاضرین کو بہت محظوظ کیا۔ نظم خوانی کے بعد منشی احترام علی علوی، سکریٹری ایسوسی ایشن نے ممبران اور مہمانان کا شکریہ ادا کیا اور باقاعدہ جلسۂ سالانہ شروع ہونے کا اعلان کیا۔ مہمان رخصت ہوئے اور کارروائی جلسۂ عام تلاوت کلام پاک سے بصدارت منشی اظہر علی صاحب شروع ہوئی۔ اولاً سکریٹری نے اپنی رپورٹ پڑھی جو جزوی ترمیم کے بعد منظور ہوئی۔ رپورٹ کے بعد نئے سال کے لیے سکریٹری اور مجلس انتظامی کے ممبران کا انتخاب عمل میں آیا۔ ظہر کی نماز کے لیے پہلا اجلاس ختم کیا گیا اور دوسری نشست بعد نماز مغرب حاجی انور علی علوی کے دولتکدہ پر ہونے کا اعلان کیا گیا۔ بعد مغرب جلسہ کی کارروائی زیر صدارت قاضی انتظار علیخاں صاحب عباسی شروع ہوئی اور تین رزولیوشن پیش ہو کر منظور ہوئے۔ (۱) ایسوسی ایشن کے سرمایہ کو جو موجود ہے یا آئندہ وصول ہو کسی مفید کاروبار میں لگایا جائے جس سے سرمایہ میں اضافہ ہو اور قصبہ کی پبلک کی صنعت و حرفت میں ترقی ہو سکے۔ اس کے لیے تین ممبروں کی ایک سب کمیٹی بنائی گئی جو اصول و طریقہ پر غور کر کے اپنی رپورٹ

سکرٹری کے پاس بھیجے گی (۲) نوجوانان وطن میں علمی ذوق پیدا کرنے کے لیے کرسمس کی تعطیل میں تقریری و تحریری مقابلہ کی بنا ڈالی جائے اور اس میں ایسوسی ایشن کی جانب سے انعامات رکھے جائیں و نیز کھیلوں کے ٹورنامنٹ بھی ہوا کریں جسکے لیے فیس داخلہ مقرر کی جائے اور منشی مظہر علی علوی کا عطا کردہ کپ بھی رننگ کپ قرار دیکر کسی کھیل کیلئے رکھا جائے۔ (۳) ایسوسی ایشن کے پاک مقاصد کی بنا پر قصبہ کی فضا میں یکجہتی و یگانگت پیدا کرنے کے لیے ایک کمیٹی بنائی جائے اور امکانی کوشش ہو کہ باہمی تنازع کا کوئی اثر خاندانی تعلقات پر نہ پڑے۔ اسکے لیے ۵ ممبران کی ایک سب کمیٹی بنائی گئی۔ صدر کے شکریہ پر جلسہ ۲ بجے شب کو ختم ہوا۔

پنچ اور جلسہ عام کی دونوں نشستیں کامیاب رہیں اور منشی احترام علی علوی قابل مبارکباد ہیں۔ سال رواں کیلئے سکرٹیری سید محمد مشیر الدین اور اراکین مجلس انتظامی قاضی انتظار علی صاحب عباسی و حاجی مولوی محمد حسن کاکوروی منتخب ہوئے ہیں۔

صحت و تندرستی:- (۱) بارہ بنکی کی ایک تحریر سے معلوم ہوا کہ اہلیہ شیخ محمد فاروق علی عباسی حالت زچگی (حال میں بچی تولد ہوئی ہے جو بخیریت ہے) میں سخت علیل ہوگئی تھیں اور حالت تشویش ناک ہوگئی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ علاج سے پوری طور پر افاقہ ہے اور مرض بالکل دفع ہوگیا ہے۔ صرف نقاہت ہے جو بتدریج رفع ہو جائیگی۔ (۲) اہلیہ منشی عبد القیوم (حافظ حضر صاحب) کی ٹھوڑی کا زخم اب اچھا ہے اور ٹھوڑی میں زخم کیوجہ سے منہ کے اندر جو تکلیف تھی وہ بھی بفضلہ رفع ہوگئی ہے۔ (۳) والدہ شفقت علی کے انگوٹھے کا زخم مندمل ہوگیا ہے۔ شکر ہے کہ بیہوشی سنگھا کر انگوٹھے کو چھیل کر ناخن نکالنے کی ضرورت نہیں پیش آئی صرف ناخن کو کاٹکر نکالدیا گیا۔ اب بفضلہ کسی قسم کی تکلیف نہیں ہے۔ (۴) جناب منشی احتشام علی صاحب کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ بمقابلہ پہلے کے طبیعت چاق ہے۔ جسدن صفرہ کا غلبہ زیادہ ہوتا ہے مزاج سست رہتا ہے نقاہت و ضعف ابھی کافی ہے حکیم معالج قوت عود کرنے کی دوائیں دے رہے ہیں۔ اللہ شفاء کامل عطا فرمائے۔

علالتیں:- (۱) جناب مولانا شاہ تقی حیدر صاحب کے متعلق دریافت ہوا کہ عرصہ سے پیٹھ میں درد ہے اور ذرا سی جنبش میں تکلیف ہوتی ہے اس طرف منہ سے خون بھی کئی دن آیا۔ درد کا علاج ابتداً ہومیوپیتھک ہوا جس سے کوئی نفع نہیں ہوا اب لکھنؤ کے ایک حکیم صاحب معالج ہیں درد میں ابھی کچھ زیادہ سکون نہیں ہے۔ حکیم صاحب کی رائے ہے کہ خون دماغ سے آیا تھا۔ درد کی تکلیف سے اضمحلال بہت ہوگیا ہے۔ باری تعالیٰ شاہ صاحب موصوف کی تکالیف جلد دفع فرمائے۔ (۲) قاضی ولی حیدر خاں عباسی کو اس طرف ریاحی تکلیف بہت بڑھ گئی تھی۔ مسّے گر جانے کے بعد زخم ابھی پورے طور پر مندمل نہیں ہوئے ہیں۔ علاج سے ریاحی کیفیات میں کچھ سکون ہے۔ اس طرف عرصہ سے برابر تکلیف برداشت کرتے کرتے ضعف و اضمحلال بہت ہوگیا ہے۔ امید ہے کہ زخموں کے اندمال کے بعد بواسیری شکایت پورے طور پر رفع ہوکر دیگر تکالیف دفع ہو جائینگی۔ (۳) بیوہ شیخ تلطف علی مرحوم ابھی لیڈی ڈفرن اسپتال لکھنؤ میں مقیم ہیں۔ شکایات میں تو بظاہر بہت کمی معلوم ہوتی ہے لیکن ابھی تک ضعف بہت ہے جسکی جانب لیڈی ڈاکٹر خاص طور پر متوجہ ہے اور علاوہ دوا کے قوت کیلئے انجکشن بھی دیرہی ہے (۴) والدہ مولوی خلیل احمد عباسی (قاضی گڑھی) کو موجودہ علاج سے نفع معلوم ہوا تھا لیکن ضعف میں ابھی کوئی کمی نہیں ہے۔ اس طرف کئی دن غیر معمولی اجابتوں نے اور کمزور کر دیا ہے۔ قلبی تکلیف میں خفت ہے کوئی شدید دورہ نہیں ہوا (۵) معراج الحسن خلف ماسٹر اظہار الحسن (محلہ ساگر) کے متعلق دریافت ہوا ہے کہ ہومیوپیتھک طریقہ علاج سے ہاتھ کا زخم خشک ہو رہا تھا کہ دفعتًا ایک چھالا نمودار ہو کر زخم کی کیفیت پیدا ہوگئی اور مواد آنے لگا ہے جسکی وجہ سے ناسور کا اندیشہ کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

متفرقات:- (۱) معلوم ہوا کہ ڈاکٹر حکیم احمد علوی کے یہاں صاحبزادے کی تقریب سعید کے سلسلہ میں ایک ایٹ ہوم بھی ہوا تھا جس میں زیادہ تر غیر شادی شدہ لوگ یعنی نوشاہ کے ہم عمر اعزہ و احباب مدعو تھے۔ پارٹی بہت کامیاب رہی اور مہمانوں کی بکثرت اقسام کے فواکہات، پھلوں، چاء وغیرہ سے تواضع کی گئی۔ (۲) یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ شیخ محمد فاروق علی عباسی (احاطہ غلام جیلانی) اور سیر ڈسٹرکٹ بورڈ بارہ بنکی گذشتہ کئی ماہ سے قائمقام انجینیر کی حیثیت سے محکمہ کے کام انجام دے رہے ہیں۔ خدا کرے جلد مستقلی کی خبر سننے میں آئے۔ (۳) ہم نے دلی رنج و افسوس سے اس خبر کو سنا کہ کاکوری کانگریس منڈل کے سکرٹیری صاحب کسی یکہ والے کے معاملہ میں پولیس کے کار منصبی میں مداخلت کرنیکے الزام میں ماخوذ ہوگئے تھے۔

[illegible]

(۴) دسمبر سنہ ۴۳ء کا آخری ہفتہ بوجہ تقریبات وغیرہ وطن میں بہت پُرلطف گذرا۔ مگر جنوری سنہ ۴۴ء کا ابتدائی ہفتہ نہایت غم و اندوہ اور رنج و ملال میں گذرا

حادثات:۔ (۱) اہلیہ داروغہ محمد سلیم صاحب (اُجیالی سرائے) نے دفعتاً ۵ جنوری سنہ ۴۴ء کی صبح کو انتقال کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مغفرت کرے۔ اور مرحومہ کے ضعیف العمر شوہر و بیٹوں اور دیگر اعزہ کو صبر و سکون کی توفیق عطا فرمائے۔ (۲) ۵ جنوری سنہ ۴۴ء کو بروز جمعہ بعد نماز عصر بمقام لکھنؤ میڈیکل کالج۔ کالج وارڈ (ملا) شیخ حیدر حسن عباسی سلمہٗ نے ۲ ماہ کی شدید علالت کے بعد عین عالم شباب میں بے نام و نشان داعی اجل کو لبیک کہی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ریاست حیدرآباد میں بعہدہ سب انسپکٹری معمور تھے اور گذشتہ ربیع الثانی میں بیمار ہو کر وطن آگئے تھے۔ بہتر سے بہتر علاج ہوا لیکن موت کا علاج کہاں میسر۔ افسوس صد ہزار افسوس مرحوم کی ناوقت موت نے چہ خاندانوں کا چراغ گل کر دیا مرحوم ذہین و طباع تھے اور اپنی بذلہ سنجی و ظرافت کے لیے مشہور تھے ساتھ ہی ملنساری اور خوش خلقی عادت ثانیہ تھی۔ اپنے حلقۂ احباب و اعزہ میں بہت ہر دلعزیز تھے۔ مرحوم کو ادب اور شاعری سے خاص دلچسپی تھی اور مضامین نگاری کا بھی شوق تھا اور اپنے مخصوص انداز میں خوب لکھتے تھے قیام حیدرآباد میں دو تین دلچسپ کتابیں بھی تصنیف کی تھیں۔ مرحوم کی کن کن باتوں کو یاد کریں جس وقت اس دلگداز سانحۂ جوانا مرگی کا خیال آتا ہے تو قلب تڑپ جاتا ہے۔ ستم رسیدہ نو عمر بیوہ کا رہ رہ کر تڑپنے کا خیال ہی قلب و روح کو بےچین کرتا ہے۔ مرحوم کی بیوہ اور غمزدہ والدین اور دونوں چچاؤں سے کن الفاظ میں رسم تعزیت ادا کریں جو ابھی ایک سال قبل جوان بھائی بھتیجے اور بیٹے کی دائمی مفارقت کا تیر کھا چکے ہیں۔ مرحوم کے والد مولوی محمد حسن عباسی اپنی تیس برس مدت ملازمت پوری کر کے پنشن لیکر آرام زندگی بسر کرنے وطن آئے تھے ابھی دو ہفتے بھی نگذرے تھے کہ یہ شدید دھکا لگا جس نے کمر توڑ دی۔ رسم و رواج کے مطابق ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور بوڑھے چچا و والدین اور رنج خوردہ بیوہ کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ ہم اس موقع پر اس کا اظہار کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ بوقت تدفین کاکوری و لکھنؤ (فرنگی محل) کے نہ صرف اعزہ و احباب ہی شریک اور اس حادثۂ عظیم سے متاثر و غمگین تھے بلکہ بکثرت عوام و خواص بھی دل گرفتہ تھے۔ اس موقع پر مرحوم کے باپ و چچا نے جس استقامت صبر و ضبط کا مظاہرہ کیا وہ آج تک بڑے بڑے بزرگوں میں بھی دیکھنے میں نہ آیا تھا۔ وَاصْبِرْ عَلیٰ مَا اَصَابَکَ اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْر۔

(۳) منشی عبد اللطیف (جنجری روضہ) پنشن خوار ریاست بھوپال نے ۸ جنوری سنہ ۴۴ء کو بوقت سہ پہر انتقال کیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم پر کئی دن قبل فالج کا دوسرا حملہ ہوا تھا جس سے جانبر نہ ہو سکے۔ مرحوم مخلص ہمدرد اور پابند صوم و صلاۃ انسان تھے۔ باری تعالیٰ جنت نصیب کرے اور پسماندگان کو صبر عطا کرے۔ (۴) جناب حافظ شاہ اکرام علی قلندر نے ۸ و ۹ جنوری سنہ ۴۴ء کی درمیانی شب میں ۲ بجے اس دار فانی سے رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے اپنے پیچھے ایک لڑکی اور بیوہ کو چھوڑا کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ مرحوم اپنی خاندانی وضع کے پابند اور والد جناب شاہ ماجد علی صاحبؒ کے سجادہ پر متمکن تھے۔ علمیت کیساتھ واعظ و مقرر بھی تھے اور بیان بہت دلچسپ اور معلومات سے پُر ہوتا تھا۔ مرحوم کو تین برس قبل دماغی شکایت ہو گئی تھی علاج سے وہ کیفیات رفع ہو گئیں تھیں صحت کے بعد رمضان شریف میں حسب دستور کلام پاک سناتے اور میلاد وغیرہ کی مجالس میں بیان فرماتے تھے کہ دفعتاً چند ماہ قبل پھر اُسی مرض کا دورہ پڑا اسمرتبہ شروع ہی سے خاموشی طاری ہو گئی اور رفتہ رفتہ غذا بھی ترک ہو گئی علاج برابر جاری تھا کہ دفعتاً اسہال شروع ہوا جسکا سلسلہ کئی دن تک رہا اور حالت خراب ہوتی گئی اور وہی مرض الموت ثابت ہوا۔ انتقال کی اطلاع ان کے مریدین و اعزہ وغیرہ کو خیرآباد۔ لکھنؤ وغیرہ بھیجی گئی اور انتظار اور لوگوں کے آنیکے بعد بعد نماز مغرب درگاہ حضرت شاہ تراب علی قلندرؒ کے حریم کے اندر اپنے جناب والد کے پائیں دفن ہوئے۔ ۱۱ تاریخ کو بروز سیوم مرحوم کے بڑے بھائی جناب شاہ ضامن علی صاحب جو اپنے جناب والد کے وصال کے بعد ترک لباس کر کے اجازت و خلافت حاصل کر چکے تھے حسب دستور خاندانی مرحوم کے قائمقام قرار پائے۔ اور خیرآباد کے ایک بزرگ نے اپنے ہاتھ سے کلاہ و دستار باندھی اور حضرت شاہ تقی قلندرؒ کی چادر اڑھائی۔

[illegible] انڈیا پریس لکھنؤ میں باہتمام سید توسل حسین پرنٹر طبع ہو کر دفتر کاکوری اخبار مولوی محلہ (لال ابلی) کاکوری سے سید محمد شبیر الدین نے شائع کیا۔